TAMSAAL
تمثال
www.tamsaal.pk Vol 1, Issue 1 July-Dec,2022 tamsaalurdu@gmail.com

عبدالخالق
ایم فل اُردو یونیورسٹی آف سندھ
صفدر علی
ایم فل اُردو یونیورسٹی آف سندھ

باغ و بہار کا تاریخی اور فکری مطالعہ

Abdul Khalique
M.Phil.Urdu,University of Sindh Jamshoro.
Safdar Ali
M.Phil.Urdu,University of Sindh Jamshoro.

A historical and intellectual study of Bagh o Bahar

Familiarity with history is very important for a writer, essayist and writer, through which he can make his writings comprehensive and improve his promotion. A little familiarity with history proves beneficial. It has also led to changes in the situations and events of the whole world. Islamic historical figures, events and various factors have been highlighted in Bagh o Bahar. The historical importance of Bagh o Bahar can be estimated, these historical elements found in it are the interpreters of the traditional style in Urdu storytelling. The intellectual dimensions are the hallmark of Bagh o Bahar, which Mir Aman's thinking seems to be representative of the intellectual level and Islamic values. Since its publication, this is the only book that has been included in the curriculum of different levels of Urdu teaching and learning. Involved and read with great interest, Aman draws the reader to develop interest by showing the useful consequences of moral virtues in the backdrop of events.

Keywords: Bagh o Bahar, Fikri ,Tareekhi, Rome, Faras.

کلیدی الفاظ: باغ و بہار، فکری، تاریخی، روم، فارس۔

کسی ادیب، انشاپرداز اور لکھاری کے لیے تاریخ سے واقفیت بہت ضروری ہے اسی کے ذریعے وہ اپنی تحریروں کو جامع اور اس کی ترویج کو بہتر بنا سکتا ہے مختصراً یہ کہ تاریخ سے تھوڑی بہت واقفیت فائدہ مند ثابت ہوتی ہے ہندوستانی تاریخ انتہائی قدیم ہونے کے ساتھ پوری دنیا کے حالات و واقعات میں تبدیلی یا تغیرات کا باعث بھی بنی ہے اسی اہمیت کے پیش نظر باغ و بہار میں بھی اسلامی تاریخی شخصیات، واقعات اور مختلف عوامل کو خاص طور پر اجاگر کیا گیا ہے ذیل میں باغ و بہار سے کچھ مثالیں دی جا رہی ہیں:-

حضرت خضرؑ، حضرت لقمانؑ، حضرت یوسُف انبیاء اور دیگر تاریخی شخصیات کا تذکرہ باغ و بہار میں ملتا ہے۔ جیسے:-

غرض دونوں نے مجھے خوب خورِدخام کیا اور حضرت یوسف کے بھائیوں کا سا کام کیا۔(1)

روُم کے ملک میں کوئی شہنشاہ تھا کہ نوشرِواں کی سی عدالت اور حاتم کی سی سخاوت اس کی ذات میں تھی۔(2)

اس وَر خرچی کے آگے اگر گنجِ قارں کا ہوتا تو بھی وفا نہ کرتا۔(3)

یہ عالم ہوا اور ایسا سماں بنُدھا: اگر تانسین اس گھڑی ہوتا تو اپنی تان بھول جاتا۔(4)

تب انھوں نے فرمایا کہ مرِتضی علی میرا نام ہے۔(5)

جب کچھ بن آتا ہے تو خدا ہی یاد آتا ہے نہیں تو اپنی اپنی تدبیر میں ہر ایک لُقمان اور بُو علی سینا ہے۔(6)
جب تلک سانس تب تلک آس چوتھے روز صبح کو ایک درویش خِضر کی سی صورت نورانی چہرہ، روشن دل آکر پیدا ہوا۔(7)
میر امنؔ نے معاملاتِ عشق میں زور پیدا کرنے کے لیے لیلی مجنوں اور فرہاد کے تاریخی واقعے کا ذکر بھی کیا ہے:۔
یارو! عشق اور عقل میں ضد ہے جو کچھ عقل میں نہ آوے یہ کافر عشق کر دکھاوے لیلی کو مجنوں کی آنکھوں سے دیکھو سبھوں نے کہا: آمنّا یہی بات ہے۔(8)
اس جان بے قرار کو آپ کے عشق میں نثار کرے گا: مجنوں اور فرہاد کی مانند جنگل میں پہاڑ پر مر رہے گا۔(9)
میر امنؔ نے تاریخی مقامات ممالک اور شہروں کا ذکر بھی ایسی خوبی کے ساتھ کیا ہے کہ یقین کا گمان ہوتا ہے:۔
آخر ایک ولایت میں پُہنچے کہ درمیان سرحد ملک زیر باد، اور سَرندیپ کی تھی ایک شہر نظر آیا کہ آبادی میں استنبول سے بڑا۔(10)
ہمیشہ سفر ہندوستان، رُوم وچین وخطا وفرنگ کا کرتا۔(11)
یہ کم ترین بادشاہ زادہ عجم کا ہے۔(12)
اے یاراں میری پیدائش اور وطن بُزرگوں کا ملک یمن ہے۔(12)
ایک قافلہ سوداگروں کا دمِشق کو جاتا ہے تم ان روپیوں سے جنس تجارت کی خرید کرو۔(13)
اے دلّق پوش یہ عاجز بادشاہ فارس کے ملک کا ہے ہر فن کے آدمی وہاں پیدا ہوتے ہیں چنانچی اصفہان ''نصف جہاں'' مشہور ہے۔(14)
درج بالا اقتباسات کے ذریعے باغ و بہار کی تاریخی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اس میں پائے جانے والے یہ تاریخی عناصر اردو داستان گوئی میں روایتی انداز کے ترجمان ہیں۔

اُردو داستان فکری لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے ان میں وعظ و نصیحت کی حکایتیں زندگی کی بے ثباتی، فکرِ آخرت، اخلاقی واقعات اور زندگی کے تلخ حقائق سے پردہ اُٹھاتی داستانیں اس کی ضرورت و اہمیت کو اُجاگر کرتی ہیں۔ یہ تمام فکری جہتیں باغ و بہار کی پہچان ہیں جو میر امنؔ کی سوچ فکری سطح اور اسلامی اقدار کی نمائندہ نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ شائع ہونے سے لے کر آج تک یہ واحد کتاب ہے جو اُردو درس وتدریس میں مختلف سطحوں کے نصاب میں آج تک شامل ہے اور بڑی رغبت سے پڑھی جاتی ہے امنؔ دلچسپ واقعات کے پردے میں اخلاقی خوبیوں کے مفید نتائج دکھا کر قاری کو نیکی کی طرف راغب کرتے ہیں ''زہرا معین'' لکھتی ہیں:۔

''پرانی داستانوں میں اعلی انسانی واخلاقی اقدار کو فرض عین کی سطح پر برتا اور بیان کیا گیا
لیکن میر امنؔ نے اس ضمن میں بھی بہت حد تک اعتدال کو ملحوظ رکھا ہے۔ میر امن وعظ
یا ناصح کا روپ نہیں دھارتے صِرف اشارت پر اکتفا کرتے ہیں بعض اوقات تو ایک فقرے
سے کام چلا لیتے ہیں''(15)

موت کا تصور ہر مذہب اور دین کا حصّہ رہا ہے کیوں کہ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی انسان کو اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا دینِ اسلام میں تو مرنے کے بعد نئی زندگی پر ایمان لانے کو بھی دین کا حصّہ قرار دی ہے۔ میر امنؔ نے اسی فکرِ آخرت کے متعلق جو جملے اور محاورات تحریر کیے وہ اُن کی فکری سوچ کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک انسان اس دنیا مسافر کی طرح ہے۔ جسے ایک دن اس دنیائے فانی سے لوٹ جانا ہے۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ یہاں مسافر کی طرح زندگی بسر کرے اور اپنی اصل منزل قبر اور آخرت کی تیاری کرے۔

اب درج ذیل فکری مثالیں ''باغ و بہار'' مرتّب رشید حسن خاں سے دی گئی ہیں:۔
''اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری تقدیر میں نہیں لکھا کہ وارث چھتر اور تخت کا پیدا ہو۔ آخر ایک روز مرنا ہے اور سب کچھ چھوڑ جانا ہے اس سے یہی بہتر ہے کہ میں ہی اسے چھوڑ دوں اور باقی زندگی اپنے خالق کی یاد میں گزار دوں''۔(16)

''بندگی کے لائق تو وہ خدا ہے جس نے ایک قطرے پانی سے تم سار کا محبوب پیدا کیا اور یہ حسن جمال
دیا کہ اک آن میں ہزاروں کے دل کو دیوانہ کر ڈالو۔ بُت کیا چیز ہے کوئی اس کی پُوجا کرے ایک پتھر
کو سنگ تراشوں نے گڑھ کر صورت بنائی اور دام احمقوں کے واسطے بچھایا جن کو شیطان نے ورغلانا

ہے وے مصنوع کو صانع جانتے ہیں جسے اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں اسی کے آگے سر جھکاتے ہیں اور
ہم مسلمان ہیں جس نے ہمیں بنایا ہے ہم اُسے مانتے ہیں اُن کے واسطے دوزخ ہمارے لیے بہشت بنایا
ہے۔"

"آگے موت باقی ہے وہ مثل مشہور ہے: ساری رات سوئے، اب صبح بھی نہ جاگیں۔" (17)

"تجھ سے انسان کو اپنی طمع کی خاطر دشمن کے حوالے کردوں وہ مال کتنے دن کھاؤں گا اور کب تک جیوں گا!
آخر مرجاؤں گا تب خدا کو کیا جواب دوں گا؟"(18)

"اگرچہ آدمی کی زندگی کا بھروسہ نہیں: لیکن وصف ایسے ہیں کہ اُن کے سبب انسان کا نام قیامت تک زبانوں بہ خوبی چلا جائے گا۔"(19)

میر امنؔ نے زندگی کے حقائق اور انسان کے خصائل وعادات کو اس طرح فکری طور پر استعمال کیا ہے جو قاری کو زندگی کے حقائق سے آگاہ کرتے ہیں اور یہ داستان اس لحاظ سے افادی حیثیت رکھتی ہے مثال کے طور پر:-

"زندگی انسان کے کھانے پینے سے ہے، آدمی، اناج کا کیڑا ہے" (20)

"اور ان دونوں میں چوماچاٹی ہونے لگی نہ اُس بے وفا میں وفا نہ اُس بے حیا میں حیا جیسی روح ویسے فرشتے"(21)

"میں کِسو کا بُرا نہیں چاہتی تھی لیکن یہ خرابیاں قسمت میں لکھی تھیں مٹتی نہیں کرم کی ریکھا" (22)

"سچ ہے اگر آدمی کے جی میں رحم نہیں تو وہ انسان نہیں اور جس کے جی میں درد نہیں وہ قصائی ہے"

دردِ دِل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں"(23)

میر امنؔ اسلامی تہذیب وتمدّن کے دلدادہ تھے باغ و بہار میں موجود صبر وقناعت کے واقعات بھی ملتے ہیں اور اسلامی اقدار کی ترجمانی بھی نظر آتی ہے۔ جیسے:-

" اُسی دن اچھی ساعت اور سُبھ لگن میں چپکے چپکے قاضی نے نکاح پڑھ دیا"(24)

"جب فجر کا تارا نکلتا اور موذن اذان دیتا محلّی اُسی راہ سے اُس جوان کو اس کے گھر پُہنچا دیتا" (25)

"جھوٹھ بولنا ایسا ہی گناہ ہے کہ کوئی گناہ اس کو نہیں پُہنچتا خدا سب کو اس بلا سے محفوظ رکھے"

"فقیر کو چاہیے کے ایک روز کی فکر کرے دوسرے دن پھر نئی روزی رزّاق دینے والا موجود ہے۔
اب حیا اور شرم پکڑ اور صبر وقناعت کو کام فرما۔"(26)

"سخی ہونا بہت مشکل ہے تم سخاوت کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتے اُس منزل کو کب پُہنچو گے سخی کے بھی تین حرف ہیں پہلی اُن پر عمل کرو تب سخی کہلاؤ: س سے سمائی، خ سے خوفِ الٰہی اور ی سے یاد رکھنا اپنی پیدائش اور مرنے کو"(27)

سچ ہے: جھوٹھ بولنا ایسا ہی گناہ ہے کہ کو یہ گناہ اس کو نہیں پہنچتا۔ خدا سب کو اس بلا سے محفوظ رکھے اور جھوٹھ بولنے کا چسکا نہ دے۔ بہت آدمی جھوٹھ موٹھ بکے جاتے ہیں لیکن آزمایش کے وقت سزا پاتے ہیں۔(28)

مختصراً یہ کہ فنی وفکری تہذیبی لحاظ سے داستان باغ و بہار اردو ادب میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے جس کی بدولت اُردو نثر اپنے جدید اسلوب سے آشنا ہوئی اور اس کی مختلف جہتوں سے واقفیت تحقیق وتنقید کی نئی راہیں کھولتی ہے۔

حوالہ جات

1۔ میر امن دہلوی "باغ و بہار "(مرتبہ رشید حسن خاں)، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور2016ء، ص:10

2۔ ایضاً، ص،22

3۔ ایضاً، ص:33

4۔ ایضاً، ص:66

5۔ ایضاً، ص:92

6۔ ایضاً، ص:92

7۔ ایضاً، ص،38

8۔ ایضاً، ص:86

9۔ ایضاً، ص:152

10۔ ایضاً، ص:179

11۔ ایضاً، ص:194

12۔ ایضاً، ص:20

13۔ ایضاً، ص:24

14۔ ایضاً، ص:24

15۔ زہرا معین ”باغ و بہار کا تنقیدی و کرداری مطالعہ“ سنگ میل پبلیکیشن لاہور، 1985ء ص:101

(16) میر امن دہلوی "باغ و بہار "(مرتبہ رشید حسن خاں)، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور2016ء ص:11

(17) ایضاً، ص:14

(18) ایضاً، ص:71

(19) ایضاً، ص:69

(20) ایضاً، ص:43

(21) ایضاً، ص:58

(22) ایضاً، ص:59

(23) ایضاً، ص:70

(24) ایضاً، ص:46

(25) ایضاً، ص:52

(26) ایضاً، ص:74

(27) ایضاً، ص:75

(28) ایضاً، ص:72